نبیؐ کی ازواج اور بیٹیوں کا مقام

اگر اُمت کے بعض علماء نے خود آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقامِ بلند کو اپنی سطح تک، قرآن کے خلاف، نیچے اتار لیا ہو؟ اور انہیں (معاذ اللہ) خطا کار مادیت سے ملوث انسان بنا دیا ہو؟ چالیس سال کی عمر تک انہیں وحی و نبوت سے محروم لکھ دیا ہو؟ تو اگر وہ ازواجِ رسولؐ اور رسولؐ زادیوں کو عام عورتوں کی طرح سمجھ کر اُن سے عام مسلمانوں کا نکاح جائز قرار دے دیں تو آپ کو تعجب کیوں ہے؟ اور جب ہر مسئلہ اور ہر معاملہ میں اُسی قسم کے علماء تمہارے راہنما اور لیڈر ہیں تو سید زادیوں کے بارے میں ان کا فتویٰ کیوں نہیں مانا جاتا؟ اور سید صاحبان اپنی بیٹیاں شریف قسم کے حجّاموں، قصّابوں اور بزّازوں کو دینے میں کیوں علامہ صاحب کا فتویٰ تسلیم نہیں کرتے؟ یہ کیا بات ہے کہ نماز، روزہ، خمس، زکوٰۃ، حج و جہاد میں تو آپ اُن کا ہر حکم بلا دلیل ماننا اور اس پر عمل کرنا واجب سمجھتے ہیں؟ لیکن جب آپ کی اپنی عزت و ناموس کا نمبر آتا ہے۔ تو آپ کو قرآن و حدیث سے دلیل مانگنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے؟ کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ اللہ کی عزت کے مقابلہ میں آپ کو اپنی عزت زیادہ پیاری ہے۔ آپ کو بتایا جاتا ہے کہ ہم اس مسئلہ پر ایک ایسی کتاب لکھ چکے ہیں کہ مسلمان تو ماشاءاللہ صاحبان ایمان ہیں، اس کتاب کو پڑھ کر تو ایک موسٹ ماڈرن کمیونسٹ بھی دل کی گہرائی سے محمد وآلِ محمد صلی اللہ علیہ وعلیھم کی عظمت میں پوری نوعِ انسان کی بزرگی تسلیم کرے گا۔ آپ نہ اُس کتاب "اسلام میں جنسی تعلقات" کے شائع کرنے میں کوئی مدد دینا چاہتے ہیں نہ اس کے شائع ہونے تک انتظار کرنا چاہتے ہیں۔ چاہتے ہیں تو بس یہ چاہتے ہیں کہ جوں ہی علامہ ڈھکو کے منہ سے کوئی غلط بات نکلے آپ فوراً ہمارا لکھا ہوا کوئی مضمون یا پمفلٹ اس کے منہ میں ٹھونس کر اُس کا منہ بند کر دیں۔ آپ کا یہ ارادہ اور مقدس جذبہ قابل صد تحسین ہے۔ مگر اس ارادہ اور جذبہ کو آپکے تعاون کے بغیر پورا کرتے چلے جانا ہمارے لئے ناممکن ہے۔ دس بیس غریب مومنین پر طاقت سے زیادہ وزن ڈال دینا نہ خدا کو پسند ہے۔ نہ حضرت حجۃ علیہ السلام اس سے خوش ہو سکتے ہیں۔ ملک میں ڈیڑھ کروڑ سے زیادہ ہوشمند غریب مومنین رضی اللہ عنھم موجود ہیں۔ اگر یہ محبانِ اہلبیتؑ ایک ایک پائی روزانہ پس انداز کر کے ادارہ کی مدد کریں تو ایک روز میں ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ بنتا ہے۔ اور اگر اس پر پابندی سے عمل کر لیا جائے تو ہر ماہ پینتالیس لاکھ روپیہ کی رقم فراہم ہو سکتی ہے۔ جس سے ملتِ شیعہ کے پریس اور روزنامے ہفت روزہ اور ماہنامے دنیا میں محمدؐ وآلِ محمد کا ڈنکا بجا سکتے ہیں۔ تمام عربی، فارسی کی کتابوں کے، قرآن کریم، نہج البلاغۃ کے تراجم ساری دنیا کی زبانوں میں گھر گھر پھیلائے جا سکتے ہیں۔ دنیا میں محمدؐ وآلِ محمدؐ کے علوم کی دانش گاہیں اور یونیورسٹیاں برسرِ کار آ سکتی ہیں۔ ملّتِ شیعہ کے تمام علمائے کرام کو باعزت خدمات پر لگایا جا سکتا ہے۔ اور روٹی اور روزی پر یہ تمام مذہبی اختلافات شیطان کے حوالے کئے جا سکتے ہیں۔ اور دنیا کی دیگر اقوام کی طرح

آپ بھی روپیہ کو خُرد بُرد سے محفوظ رکھنے کا معصومؑ نظام (FOOL PROOF SYSTEM) قائم کرسکتے ہیں۔ بینکنگ میں آپ ماہر ہیں۔ حساب اور ریاضی میں ہمارا جواب نہیں ہے سائنس اور نظریاتِ عالم پر دستگاہِ کمال حاصل ہے۔ اس کے بعد بھی اگر آپ ڈھکوی کُنویں میں اصول الشریعۃ کے مینڈک بنے رہیں۔ اور اِس ناہنجار ڈھکن کو اتار کر نہ پھینکیں تو بتایئے کہ ہم اور کیا کریں؟ بتایئے کہ مندرجہ بالا اسکیم میں کوئی بات ایسی ہے؟ جس پر ہر امیر و غریب و فقیر عمل نہ کر سکے؟ کوئی کام ایسا ہے؟ جس کے لئے کسی خاص ملکوتی قوت کی ضرورت ہے؟ کوئی جملہ یا کوئی لفظ ایسا ہے؟ جس کو سمجھانے یا جائز و ناجائز بتانے کے لئے کسی مجتہد سے فتویٰ مانگنا پڑے؟ یہ صرف آپ کے کرنے کا کام ہے۔ یہ سب کچھ محمد و آلِ محمد اور امام عصر علیہم السلام کو پسند آنے والی باتیں ہیں۔ اور گواہ رہئے کہ ہم نے آپ کی نصیحت میں زیادتی تو کی ہے کمی نہیں کی ہے۔

(ب) قارئین سوچ رہے ہوں گے کہ سیدزادی کے نکاح کا مسئلہ بیان کرنے کے بجائے مالی مسائل چھیڑ دیئے گئے۔ ذرا سوچئے کہ مسئلہ معلوم ہو جانے کے بعد بھی تو سرمایہ اور مال کی ضرورت برقرار رہتی ہے۔ یہ مال ہی ہے جسکے نہ ہونے سے آج بھی ملک میں کئی ہزار سیدزادیاں اور غیر سید شریف زادیاں گھر میں محنت و مزدوری کر کے اور صبر کر کے تیس سال سے تجاوز کر چکی ہیں۔ سید تو ماشاءاللہ سید ہیں۔ غیر سید بچیوں کو بھی شوہر بننے والا کوئی نہیں ملا ہے۔ ملک میں لاکھوں اچھوت صرف اس لئے عیسائی بنتے ہیں کہ مال نہیں ہے اور بچیاں جوان ہیں۔ ہم ہمیشہ اصلاحی اسکیم پر کاربند رہتے چلے آئے ہیں۔ اس بحث میں تو ہمیں الجھایا گیا ہے۔

جب حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنے والوں کی داستان سنائی گئی۔ مجبوراً ہمیں بھی علامہ ڈھکو کے سامنے آنا پڑا۔ ورنہ ہم ہر اس بحث کا ستیاناس کر چکے ہیں جو مومنین کے عقائد اور پوزیشن کو ڈانواڈول کرتی ہو۔ اور اب بھی مومنین کے خیال سے اپنی ضخیم ترین کتاب میں سے چند ایسے اصول پیش کرنا چاہتے ہیں جو حرام کو حلال کرنے والوں کا منہ بند کرسکیں۔ تفصیلات اور مزید سوالات و شکوک و شبہات کے مفصل جواب کے لئے مذکورہ کتاب کی اشاعت کا انتظار کرنا پڑے گا۔ البتہ ہم ہر وارد ہونے والے اعتراض کا جواب خطوط میں دے سکتے ہیں۔ اور وہ جوابات ماہنامہ **''البشر''**۔ میں آپکی نظر سے گذر سکتے ہیں۔

1۔ قرآن کریم اور ازواج النبیؐ

قرآن کریم نے جہاں انسانی ضابطۂ حیات کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک مکمل اور ہمہ گیر راہنما بتایا ہے۔ وہاں ان کی راہ نمائی میں خانوادہ رسولؐ کو قیامت تک کے لئے برابر کا شریک قرار دیا ہے۔ تاکہ قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کو زندگی کے ہر دور، ہر عمر اور ہر صنف اور ہر طبقہ کے لئے معصوم و بے خطا نمونۂ زندگی ملتا چلا جائے۔ اور انسان

ان نمونوں کے قدم بہ قدم چل کر بے روک و بلالغزش ترقی کرتا چلا جائے۔بچوں کے لئے الگ الگ معصوم نمونے خانوادۂ رسولؐ میں ملیں گے ۔جوانوں ،بوڑھوں اور مستورات کے لئے پاک وپاکیزہ بے مثل افراد کی زندگیاں سامنے ہیں ۔شادی شدہ اوردوشیزہ بچیوں کے لئے حیرت انگیز کارنامے مرتب و مدوّن موجود ہیں ۔خوشحالی کی شادیاں بھی ملیں گی۔غربت،مسافرت اورایامِ مصیبت میں انجام پانے والی شادیاں بھی ریکارڈ میں ہیں۔الغرض انسانوں پر گذرنے والی کوئی حالت ایسی نہیں ہے۔ جس کے لئے خانوادۂ رسوؐل سے راہ نمائی اور مکمل دستورالعمل نہ مل جائے ۔جب قرآن کریم کی روشنی میں خانوادۂ رسولؐ کے نمونے تیار کئے جارہے تھے۔اس وقت یہ بتایا کہ خانوادۂ رسولؐ میں ازوؐاجِ رسوؐل کوکیسا ہونا چاہئے؟

اللہ نے فرمایا کہ۔''اے نبیؐ کی عورتو تم کسی ایک عورت کی بھی مانند نہیں ہو''۔	یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍمِّنَ النِّسَآءِ۔ (سورہ احزاب 33/32)
اوران ہی کے لئے یہ بھی فرمایا کہ:۔ ۔''اے نبیؐ کی عورتو تم میں سے جوکوئی ...... کرے گی تو اس کو دوگنا عذاب دیا جائے گا اور تم میں سے جوکوئی خودکو اللہ ورسولؐ کے سپرد کرکے اصلاحی اعمال بجالائے گی تو ہم اسے اس کا دودفعہ اجرعطا کریں گے۔اورمفید سامان اس کے لئے تیاررکھیں گے''۔	''یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْکُنَّ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ یُّضٰعَفُ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ..... وَمَنْ یَّقْنُتْ مِنْکُنَّ لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًانُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَیْنِ وَاَعْتَدْنَالَهَارِزْقًا کَرِیْمًا O (سورہ احزاب 31-33/30)

2۔ازواجِ رسوؐل کوعورتوں میں بے مثل و بے نظیر ہونا چاہیئے؟

(الف) **ازواجِ رسوؐل کیسی تھیں؟** اس پر قرآن کریم اورعلمائے کرام نے کافی روشنی ڈالی ہے اوراس سے ہمیں کوئی بحث نہیں ہے۔ہم تو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ ازواجِ رسوؐل کو یا خانوادۂ رسولؐ کے اندروالی عورتوں کوکیسا ہونا چاہئے؟ کہ اِس اَلنبیؐ کی عورتوں کوقیامت تک پیدا ہونے والی عورتوں میں سے کسی ایک عورت کی مانند بھی نہیں ہونا چاہئے۔

سوال یہ ہے کہ اس مخصوص نبیؐ (اَلنَّبِیّؐ) کی عورتیں یا بیویاں کیوں بے مثل و بے نظیر ہونا ضروری ہیں؟ جواب یہ ہے کہ یہ رسولؐ اور نبیؐ خود بے مثل و بے نظیر ہے اور تمام انبیاءؑ ورسل علیہھم السلام میں سے کوئی رسولؑ یا نبیؑ آنحضرتؐ جیسا نہیں ہے۔ کسی کی راہ نمائی اوررسالت ایسی ہمہ گیر وازلی وابدی نہیں ہے۔تمام انبیاءؑ تمام ملائکہ اورجنّ وانس اورحیوانات ونباتات وجمادات اُن حضرؐت کی ہدایت کے محتاج ہیں اوراُن سب پر واجب ہے کہ وہ آنحضرؐت کی اورخانوادۂ نبوّت کی تعظیم وتکریم کریں۔اگر حضرت مریم وہاجرہ وسارہ علیھنّ السلام خانوادہ محمد مصطفیٰؐ سے افضل ہوں؟ تو شان ختمیؐ مرتبت بڑھتی نہیں گھٹتی ہے۔اس گھر کی بہو بیٹیاں تو ایسی ہونی چاہیں جن کی خدمت پر جناب مریمؑ فخر کریں ۔جن کے روبرو ملائکہ جبرئیلؑ ومیکائیلؑ

دست بستہ غلاموں کی طرح کھڑے ہیں۔ جواس گھر کے بچوں کو کھلائیں اور دیگر خدمات انجام دیں۔ یہ فطری اور دینی ضرورت اس گھر میں وہ عورتیں ہوں کہ جن کی مثال تمام نوع انسان میں نہ ملے جوخود ہی اپنی مثال ہوں۔اور چونکہ نسل عورتوں سے چلتی ہےاس لئے ازواج نبیؐ کا بےمثل و بےنظیر ہونا اور بھی ضروری ہے۔تا کہ اُن سے پیدا ہونے والی اولاًد بھی بےمثل و بےنظیر ہو، معصوؑم ہو۔اور خدا کی طرف سے ایک معجزاتی وکائناتی نمونہ ہو۔

(ب) **<u>سورۂ احزاب میں مذکورہ جن ازواجِ نبیؐ کو یہ معیار بتایا گیا ہے۔</u>** لازم ہے کہ انہیں یہ معیار اس حالت میں بتایا جائے جب کہ خانوادۂ رسولؐ میں کوئی عورتؑ پہلے سے مذکورہ معیار کا نمونہ موجود ہو۔تا کہ زیر ہدایت عورتیں اس معیاریؑ عورت کو دیکھ کر خودکواس کے مقام کی طرف بلند کرسکیں۔اوراگرایسا عملی نمونہ موجود نہ تھا؟ اور خاندان نبوتؐ میں کوئی بھی عورت بےمثل و بےنظیر اور معیار قرآن پر پورا اترنے والی نہ تھی؟ تواللہ ایسا حکم ہرگز نہ دے سکتا تھا جس پرعمل ناممکن ہو۔نہ انہیں طلاق دے کر رخصت کردینے کی دھمکی دینا جائز تھا(33/28) لیکن وہیں ان ہی آیات میں معیاری نمونہ کی عورؑت کا وجود ثابت ہے۔جواحسان کو وظیفہ بنائے ہوئے،اپناتن من دھن،ظاہر و باطن جان و مال واولاد کواللہ ورسوؐل کوسپرد کئے ہوئے ہے(33/29، 33/31)۔ جس کی زبان سے نکلنے والی کوئی بات حق کے خلاف نہیں ہوتی (33/32) جواپنے گھر میں نماز وزکوٰۃ وواجبات کی ادائیگی اور اطاعت خداورسولؐ میں ہمہ وقت مصروف ہے اور جسے اللہ نے پاک و پاکباز رکھنا طے کررکھا ہے۔جس سے ہمہ قسمی ناپسندیدہ چیزوں کی نفی کی جا چکی ہے(33/33)اور جس کی مثال دے کر ازواجِ نبیؐ کوگھروں میں رہنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔باہر نکلنے اور عام عورتوں کے طرز حیات سے منع کیا گیا۔تقویٰ، بات چیت کا طریقہ اور نماز وعبادت اور خانوادہ نبوتؐ کے طرز پر تلاوت اور ذکر خداوندی کی تاکید کی گئی ہے(احزاب 33/28-34)۔بہرحال ان آیات میں اتنا تو بلاشک وشبہ ثابت ہے۔کہ نبیؐ کی ازواج کو عام عورتوں اور خاص عورتوں بلکہ عورتوں کی نوع سے بلندتر وعظیم تر ہونا چاہئے۔اور چونکہ یہ معیار اللہ نے بیان کیا ہے۔لہٰذا لازم ہے کہ نبیؐ کی ازواج میں ایسی عورت یا عورتیں موجود ہوں۔ورنہ اللہ کے خود قائم کردہ معیار پر آنحضرؐت کو ناکام ماننا پڑے گا۔لہٰذا تاریخ اور قرآن سے جناب خدیجہ اور جناب فاطمۃؑ الزہراء سلام اللہ علیہما ہی وہ عورتیں ہیں جن پر خانوادۂ نبوؐت کی تعمیر اور تاسیس ہوتی ہے۔اور انہیں روز مباہلہ مشخص کردیا گیا تھا۔اور قیامت تک نوع انسان کی ہدایت اور قرب خداوندی دلانے کا ذمہ دار بنایا گیا تھا۔

(ج) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حقیقی طور پر وابستہ حضرؐات کا جو مقام ہے۔اُس کا احترام ثابت کرنے کے لئے ازواج نبیؐ کی حرمت ومقام کو بلند کرنے کا جو اہتمام کیا گیا ہے۔اس کی انتہا یہ تھی کہ ان ماہرین نفسیات وسیاسیات کی اسکیم کو ختم اور تباہ

کرنے کے لئے وہ راستہ ہی بند کر دیا جس سے کوئی شخص خانوادۂ نبوتؐ میں شرکت کے لئے داخل ہو سکے اور یہ کہہ سکے کہ دیکھو وہی عورت میری زوجہ ہے جو ایک روز آنحضرتؐ کے خانوادہ میں یا نبیؐ کی ازواج میں شامل تھی۔ چنانچہ اللہ نے بڑے اہتمام ودلائل کے ساتھ چند احکامات دیئے ہیں۔ **چنانچہ وہی سورۂ احزاب کہتی ہے۔**

1۔کوئی مومن کہلانے والا شخص بلا نبیؐ کی اجازت کے نبیؐ کے کسی بھی گھر میں ہرگز اور کبھی بھی داخل نہیں ہوسکتا۔

2۔اور یہ اجازت بھی صرف اس صورت میں اورصرف ان مردوں کو ہوگی جن کو خود رسولؐ اللہ کھانے کی دعوت دیں۔

> یاَ یُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡالَا تَدۡخُلُوۡابُیُوۡتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنۡ یُّؤۡذَنَ لَکُمۡ اِلٰی طَعَامٍ غَیۡرَ نٰظِرِیۡنَ اِنٰـہُ وَلٰکِنۡ اِذَا دُعِیۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡ ا فَاِذَا طَعِمۡتُمۡ فَانۡتَشِرُوۡا وَلَا مُسۡتَاۡ نِسِیۡنَ لِحَدِیۡثٍ اِنَّ ذٰلِکُمۡ کَانَ یُؤۡذِی النَّبِیَّ فَیَسۡتَحۡیٖ مِنۡکُمۡ وَاللّٰہُ لَا یَسۡتَحۡیٖ مِنَ الۡحَقِّ وَاِذَا سَاَلۡتُمُوۡھُنَّ مَتَاعًا فَسۡئَلُوۡ ھُنَّ مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِکُمۡ اَطۡھَرُ لِقُلُوۡبِکُمۡ وَقُلُوۡبِھِنَّ وَمَاکَانَ لَکُمۡ اَنۡ تُؤۡ ذُوۡا رَسُوۡلَ اللّٰہِ وَلَآاَنۡ تَنۡکِحُوۡآاَزۡوَاجَہٗ مِنۡ بَعۡدِہٖۤ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِکُمۡ کَانَ عِنۡدَاللّٰہِ عَظِیۡمًا Oاِنۡ تُبۡدُوۡاشَیۡئًا اَوۡتُخۡفُوۡ ہُ فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًاO (احزاب 33/53-54)

3۔اور یوں بلائے جانے والے لوگ بھی کھانا تیار ہوجانے کے بعد بُلانے پر آئیں گے نہ کہ کھانا پکنے کے دوران دھرنا دے کر بیٹھ جائیں اور ڈھکن چپن اتار کر برتنوں کا ملاحظہ شروع کر دیں۔ 4۔ چنانچہ جب بلایا جائے تو گھر میں آؤ اور کھانا کھاتے ہی پھُٹّا کھاؤ۔ 5۔ یہ نہیں کہ وہاں انس ومحبت کے رنگین فسانے چھیڑ دو۔ 6۔ یقیناً ماضی میں تم لوگوں کی یہی اُنسیت خیز باتیں جو تم رسوؐل کی بیویوں سے کرتے تھے نبیؐ کو سخت اذیت پہنچاتی تھیں اور وہ اپنے ناموس کے متعلق کھل کر بات کرنے سے شرماتے تھے۔لیکن اللہ حق وباطل کو ظاہر کرنے میں شرماتا نہیں ہے۔ 7۔اور اگر تمہیں کچھ مال طلب کرنا ہو تو نبیؐ کی ازواج سے دور رہ کر پردہ کے پیچھے سے مانگا کرو۔ 8۔ نبیؐ کی ازواج کے ساتھ مذکورہ سلوک کرنا تمہارے دلوں کو اوران کے دلوں کو پاک کرنے کا سب سے اچھا طریقہ ہے۔ 9۔اور تمہارے لئے کسی طرح یہ جائز نہیں ہے کہ نبیؐ کی ازواج سے مذکورہ عمل درآمد قائم رکھ کر رسولؐ اللہ کو اذیت پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم نبیؐ کی ازواج سے تا قیامت نکاح کرو۔تمہارے آج تک کے وہ سب ارادے اوراعمال اللہ کے نزدیک عظیم ترین منصوبہ تھے۔ 10۔خواہ تم اعلانیہ اسے ظاہر کرتے رہو یا پوشیدہ رکھو اللہ یقیناً ہر چیز کا علیم وعالم ہے۔

3۔خانوادۂ نبوّت کی عورتوں سے نکاح تا قیامت حرام ہے؟

ہماری مفصل کتاب میں قرآن کریم کی سینکڑوں آیات ازواج النبیؐ اور بنات النبیؐ سے مناکحت اوراس جیسے تمام تعلقات کوحرام ثابت کرنے کیلئے موجود ہیں۔لیکن یہاں سورہ احزاب کی یہ دونوں آیتیں (33/53-54) نہایت واضح الفاظ میں یہ بتاتی ہیں کہ مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ موجود تھا۔ جو کہ رسوؐل اللہ کی زندگی ہی میں رسولؐ اللہ کی بعض ازواج سے نکاح کرنے کی اسکیم چلا رہا تھا۔اور چاہتا تھا کہ ازواج نبیؐ سے ایسے تعلقات جاری رکھے جن سے صورتِ حال مشکوک ہوجائے۔ (سورہ نور 24/9-11 اور آنحضرتؐ تنگ آ کر متعلقہ ازواج کوطلاق دے دیں۔ چنانچہ مذکورہ اسکیم کے مطابق حالات کوحد بھر مشکوک کیا گیا۔ یہاں تک کہ اللہ نے ازواج رسوؐل کوطلاق کی دھمکی دی۔انہیں بتایا کہ ازواج اور نبیؐ کی عورتوں کو بے مثل و بےنظیر بننا چاہیئے۔فعل حرام پر دوگنے عذاب کی اطلاع دی۔انہیں اس گروہ کی ہمت افزائی سے روکنے کیلئے محبت انگیز گفتگو سے منع کیا گیا اور گھروں سے باہر نکلنے کی ممانعت کردی گئی۔(سورہ احزاب 33/28-33) اور جب وہ گروہ رسولؐ کے مکانات کے اندر بھی اپنا اثر ونفوذ قائم کررہا تھا۔تو تمام ایمان لانے والوں پر خانوادۂ رسولؐ میں داخلہ بند کردیا گیا۔ قیامت تک اس خانوادہ کی عورتوں سے نکاح حرام ہوگیا۔جنسی موانست کی باتیں کرنا گناہ کبیرہ قرار پا گیا۔ اورظاہر ہے کہ اس خانوادہ کے دامادوں کوخانوادہ کے مکانوں کے اندر اپنی ازواج سے ازدواجی تعلقات اور پیار ومحبت کی باتیں کرنے سے نہیں روکا جاسکتا تھا۔ وہ تو پہلے سے ان گھروں میں رہتے تھے۔یہ بات صرف خانوادہ سے باہر کے مسلمانوں کے لئے فرمائی گئی ہے۔وہ ہرگز رسولؐ اللہ کے خانوادہ میں نکاح نہیں کرسکتے۔اس خاندان کی عورتوں کے محرم نہیں ہوسکتے۔اس خاندان کی مستورات کا پردہ بحال رکھنا انکے فرائض میں سے ہے حتیٰ کہ نبیؐ سے متعلق کسی گھر میں بلا اجازتِ نبویؐ داخل نہیں ہوسکتے۔لہٰذا نکاح تو تعلقات کی آخری حد ہوتی ہے۔ہمیں تو قرآن سے کوئی ایسی آیت بھی نہیں دکھائی جاسکتی جس سے نبیؐ کی ازواج یا بیٹیوں سے ملنے کیلئے نبیؐ کے گھر میں بلا اجازت نبویؐ داخلہ جائز ہوجائے۔

4۔نبیؐ کی بیٹیوں کوکس دلیل سے باقی مسلمانوں پرحرام کیا گیا؟؟

<u>پہلی دلیل:۔</u> سورہ احزاب کی آیت (33/53) نے جن مومنین پرازواج رسوؐل کوحرام کیا ہے وہی آیت بیٹیوں کوغیروں پر حرام کرتی ہے۔**<u>اس لئے کہ ازواجِ رسولؐ قیامت تک حرام کی گئی ہیں</u>**۔حالانکہ ازواج چندسال تک دنیا میں رہیں۔ان کے لئے لفظ <u>اَبَداً</u> بلاضرورت ہے۔یہ کہہ دینا کافی تھا کہ:۔

اور یہ کہ اسؐ کے بعد اسؐ کی ازواج سے نکاح نہ کروگے۔تا قیامت یا بعد تک

وَلاَ اَنْ تَنْکِحُوْا اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ

(ابداً) کی قیداور پابندی لگا دینے سے یہ ثابت ہوتا ہے۔کہ قیامت تک یا تو ازواجِ رسولؐ اس طرح زندہ اور قابل نکاح موجود رہیں گی کہ لوگوں کے لئے نکاح کر لینا ممکن رہے۔یا ازواجِ رسولؐ کا کوئی جز اس طرح باقی رہتا چلا جائے گا جس سے نکاح کرنا قیامت تک حرام رکھنے کا حکم صحیح ثابت ہو۔

<u>دوسری دلیل</u>:۔اور یہ کہ تمام اہل مذاہب جانتے ہیں کہ جس شخص پر ماں سے نکاح حرام ہوتا ہے۔اُس پر اُسی ماں کی تمام بیٹیاں اور نواسیاں وغیرہ بھی حرام ہوتی ہیں اور یقیناً بیٹی اپنی ماں کا جُز ہوتی ہے اور ماں جائی سے نکاح کر لینا یزید کے سوا کسی اور شریف آدمی سے متوقع نہیں ہے اور یہ بات بھی گذشتہ آیات (33/6) میں ثابت ہو چکی ہے کہ مومن مردوں کے لئے ازواجِؐ رسولؐ ماں ہیں اور احترام وحرمت میں ماں سے بڑھ کر ہیں اور یہ کہ:۔

اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ وَاَزۡوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمۡ وَاُولُوا الۡاَرۡحَامِ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلٰی بِبَعۡضٍ فِیۡ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُهٰجِرِیۡنَ.......الخ (33/6)

۔’’یہ نبیؐ تمام مومنین کی جانوں سے زیادہ حکومت واختیار کا مالک ہے۔اور نبیؐ کی ازواجؐ مومنین کی مائیں ہیں اور ازواج کے رحموں (بچہ دانیوں) سے تعلق رکھنے والے کتابِ خداوندی میں آپس میں ایک دوسرے پر حکومت واختیار میں زیادہ ہیں۔مگر تمام باقی مومنین اور مہاجرین سے حکومت واختیار میں سب سے بڑھ کر ہیں‘‘۔

یہ آیت واضح الفاظ میں ازواجِؐ نبیؐ کو مومنین کی ماں ثابت کرتی ہے اور ان ماؤں کے رحم سے پیدا ہونے والوں کو مہاجرین وانصار اور ہر قسم کے مومن سے زیادہ واجب الاحترام ثابت کرتی ہے۔لہٰذا ازواجِ رسولؐ کی اولاد کا احترام تمام امت پر واجب ہے۔

<u>تیسری دلیل</u>:۔ لہٰذا خانوادۂ رسولؐ کی لڑکیاں اگر اُمت کے مردوں سے جائز مان لیں تو انہیں اللہ کی کتاب کے خلاف اپنے شوہروں کی اطاعت اور عزت واحترام کرنا بھی واجب مانا جائے گا۔حالانکہ ان لوگوں پر ان اولوالارحام کی اطاعت واحترام واجب تھا۔قرآن کی خلاف ورزی کر کے اس کے حکم کو اُلٹ لینا بھی حرام ہے۔لہٰذا خانوادۂ رسولؐ کی بیٹیاں امت کی بہنیں ہیں اور واجب الاحترام ہونے کی وجہ سے حرام بھی ہیں۔

<u>چوتھی دلیل:۔ فاطمۃ زھراء علیھا السلام خانوادۂ رسولؐ کی نمائندہ عورت ہیں</u>

جیسا کہ عرض کیا گیا تھا کہ اس وقت کی موجودہ ازواجِؐ رسولؐ کے لئے ایک ایسی عورت موجود ہونا چاہیے جو ازواجِؐ رسولؐ کے لئے بے مثل و بے نظیر ہونے کا عملی نمونہ ہو۔جو یہ ثابت کرے کہ نبیؐ کے گھر میں بے مثل و بے نظیر زوجہ موجود رہی اور اس سے بے مثل و بے نظیر لڑکی یا بیٹی بھی پیدا ہوئی تھی۔یہی بے نظیری تھی جس کی وجہ سے آپؐ کو اللہ نے قرآن کی سند سے مذاہب

عالم کے سامنے بطور چیلنج پیش کیا تھا۔اللہ نے نمائندگانِ مذاہب عالم سے فرمایا تھا کہ:۔

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُمْ وَنِسَآءَ نَا وَنِسَآءَ كُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَO اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۔الخ (آل عمران 62-3/61)

۔''اے رسولؐ ان سے کہہ دو کہ آ ؤ ہم اپنی عورتوں کو میدان مقابلہ میں بلائیں اور تم اپنی عورتوں کو لے آ ؤ اور ہم اپنے بیٹوں کو لائیں اور تم اپنے بیٹوں کو مدعو کرلو۔اور ہم اپنے نفوس کو بلا لیں اور تم اپنے نفوس کو میدان میں جمع کر لو ۔ پھر ہم دونوں نمائندگانِ مذاہب فیصلہ کے لئے اللہ کو اختیار دے کرحق و باطل کو ثابت کرنے کے لئے جھوٹوں پر اللہ کی محرومی نازل ہونے کی دعا کریں۔اور یقیناً مقابلۂ حق و باطل کا یہ قصہ تو ہمیشہ سے سچا ثابت ہوتا چلا آیا ہے''۔

یہود ونصاریٰ اور مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ اس آیت میں نہ بیٹیوں کا ذکر ہے نہ ازواج کی قید ہے ہر عورت مدعو ہے۔خواہ بیٹی ہو یا بیوی ہو یا ماں ہو یا بہن ہو۔بہرحال یہ سب عورتیں ہی ہوتی ہیں ۔لیکن مقابلہ کی نوعیت یہ ہے۔کہ مقابلہ پر آنیوالی عورت نہ صرف یہ کہ زندگی میں کبھی جھوٹ نہ بولی ہو۔نہ اس سے جھوٹ بولنے کا آئندہ امکان ہو۔بلکہ وہ عورت ایسی بھی ہو کہ خداوند عالم اسکی دعا پر فوری مہر تصدیق لگا دے اور مرتبہ میں رسولؐ کے برابر کھڑی ہوسکتی ہو۔ایسی عورت ہو جو رسولؐ کی ازواج کی نمائندگی بھی کرے۔اور امت کی ازواج کیطرف سے بھی نمائندہ ہو جو رسولؐ کی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی بھی نمائندہ ہو اور اُمت کی مائیں بہنیں اور بیٹیاں بھی اس پر فخر کریں۔ایسی عورت دنیا میں ایک ہی گذری ہے۔اور وہ ہے جناب فاطمہؑ بنت رسولؐ وخدیجہ سلام اللہ علیہ وعلیھم اجمعین۔اور اسی جناب کو اُمِّ اَبِیْهَا ''اپنے باپ کی ماں'' بھی فرمایا گیا ہے۔یہ خصوصیت اسُوقت کی ازواج رسولؐ میں موجود نہ تھیں۔حالانکہ ایسی عورتیں موجود تھیں جو اُن ازواج سے ہر حیثیت سے بہتر تھیں۔اسی لئے اللہ نے فرمایا تھا کہ۔

عَسٰى رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًاO (سورہ تحریم ۔ 66/5)

''اگر رسولؐ تم کو طلاق دے دیں تو ان کا پروردگار تمہارے بدلہ میں انہیں تم سے بہتر بیویاں دے گا''۔

قارئین اس آیت کا ترجمہ علامہ مودودی سے سننا مزید لطف پیدا کریگا۔علامہ لکھتے ہیں کہ:۔

۔''بعید نہیں کہ اگر نبیؐ تم سب بیویوں کو طلاق دیدے تو اللہ اسے ایسی بیویاں تمہارے بدلے میں عطا فرمادے جو تم سے بہتر ہوں ۱۰ سچی مسلمان، باایمان ۱۱، اطاعت گزار ۱۲، توبہ گزار ۱۳، عبادت گزار، ۱۴ اور روزہ دار ۱۵ خواہ شوہر دیدہ ہوں یا باکرہ''۔(تفہیم القرآن جلد نمبر 6۔صفحہ 29-26)۔

چونکہ معاملہ ازواجِ رسوؐل کا ہے۔اسلئے علامہ نے ایک ہی آیت میں چھ (6) عدد وضاحتی نوٹس لکھے ہیں۔ہم بھی ان کا پہلا نوٹ قارئین کو دکھانا ضروری سمجھتے ہیں لکھا ہے کہ:۔

"۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ قصور صرف حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ ہی کا نہ تھا۔ بلکہ دوسری ازواج مطہرات بھی کچھ نہ کچھ قصوروار تھیں۔ اسی لئے ان دونوں کے بعد اس آیت میں باقی سب ازواج کو تنبیہ فرمائی گئی ہے"۔(ایضاً صفحہ 26)

چونکہ قرآن کی تفسیر میں مجتہدین کے لئے جھوٹ بولنا جائز رہا ہے۔اس لئے علامہ نے یہاں اپنی اجتہادی قوت سے لفظ۔"سب ازواج"۔لکھ دیا ہے۔ بہر حال سب ازواج قصوروار تھیں یا نہیں؟ اور وہ قصور کیا تھا؟ اس سے ہماری گفتگو کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہماری بات قرآن سے ثابت ہے کہ میدان مباہلہ ہو یا خانوادۂ رسولؐ کے گھروں کی چاردیواریاں ہوں۔ یا کائنات کی تمام وسعتیں ہوں۔حضرت خدیجہ کی بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیھما سے بزرگ تر و بے مثل و بےنظیر کوئی عورت موجود نہ تھی۔یعنی یہیؑ وہ معیار تھیں جسے نمونہ بنانے کی تاکیدیں ازواج رسوؐل کو قرآن کرتا رہا اور وہ بقول مودودی اور قرآن کریم سورہ تحریم کے نزول(۹ھ) تک برابر قصوروار رہتی چلی گئیں۔

پانچویں دلیل:۔ قارئین غور فرمائیں کہ جن ازواج رسولؐ کا یہ حال قرآن بیان کرے اور علامہ مودودی اور تمام علمائے اسلام اس حال کی تصدیق کریں اور اللہ نے جن کو ایسا سر ٹیفیکیٹ قرآن میں دیا ہو کہ علامہ مودودی اس کی تصدیق کرنے میں مفسرین سے لے کر صحابہ کرام تک پہنچتے ہیں۔چنانچہ ہم قارئین کی تصدیق کے لئے یہ ساری محنت دکھاتے ہیں۔

(الف) اللّٰہ کا سر ٹیفیکیٹ :۔ فَقَدْصَغَتْ قُلُوْبُکُمَا (66/4)

(ب) علامہ **مودودی کا ترجمہ**:۔ تمہارے دل سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔

(ج) **علامہ مودودی کا سر ٹیفیکیٹ**:۔ اصل الفاظ **فَقَدْصَغَت قُلُوْبُکُمَا**۔" صَغُو عربی زبان میں مڑ جانے اور ٹیڑھا ہو جانے کے معنی میں بولا جاتا ہے"۔(مودودی کا بیان جاری ہے)

(د) **شاہ ولی اللّٰہ کا ترجمہ**:۔شاہ ولی اللہ صاحب نے اس فقرہ کا ترجمہ کیا ہے۔ "ہر آئینہ کج شدہ است دلِ شما"۔

(ہ) **اور شاہ رفیع الدین کا ترجمہ**:۔ ۔"کج ہو گئے دل تمہارے"۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور عبداللہ ابن عباسؓ،سفیان ثوریؒ اور ضحاکؒ نے اس کا مفہوم بیان کیا ہے۔

(و) **صحابہ کا سر ٹیفیکیٹ**:۔ "یعنی تمہارے دل راہ راست سے ہٹ گئے ہیں"۔"زَاغَتْ قُلُوْبُکُمَ"۔

امام رازی اس کی تشریح میں کہتے ہیں۔

(ز)امام رازی کا سرٹیفکیٹ:۔

عدلت ومالت عن الحق وھوالحق الرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم ۔

۔''حق سے ہٹ گئے ہیں اور حق سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے۔

اور علامہ آلوسیؒ کی تشریح یہ ہے۔

علامہ آلوسی کا سرٹیفکیٹ:۔

مالت عن الواجب من موافقتہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بحُبِّ ما یحبہ و کراھۃ مایکرھہ اِلٰی مخالفتہٖ

یعنی۔''تم پرواجب تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ پسند کریں اسے پسند کرنے میں اور جو کچھ آپ ناپسند کریں اسے ناپسند کرنے میں آپ ؐ کی موافقت کرو۔مگر تمہارے دل اس معاملہ میں آپ ؐ کی موافقت سے ہٹ کر آپ ؐ کی مخالفت کی طرف مڑ گئے ہیں''۔(تفہیم القرآن جلد 6 صفحہ 23-22)

اس تحقیق شدہ مخالفت کے باوجود بھی ازواج رسولؐ کا احترام واجب سمجھا گیا ہے۔اور علامہ مودودی نے بلا قرآن کی سند کے ہر جگہ ''ازواج'' کے ساتھ لفظ ''مطہر ات'' یعنی پاکیزہ لکھا ہے۔یہ صرف اِسی لئے ہے نا؟ کہ ان کو آنحضرت ؐ کی ازواج ہونے کی عزت ملی تھی؟ اب سوچنا یہ ہے کہ جب حضوؐر سے نکاح اس قدر محترم بنا دیتا ہے۔تو ان کی بیٹیوں اور بیٹوں کا کیا مقام ہوگا؟ جن میں خود رسولؐ اللہ کا اپنا خون گردش کرتا تھا؟ جن کو اپنے قلب کا ٹکڑا ہونے کی زبانی وفطری سند دی گئی تھی؟ جن کا گوشت پوست خود آنحضرتؐ کا گوشت پوست تھا؟ جب اُن کی ازواج سے کسی غیر مرد کا نکاح حرام ہے؟ تو اُن کی بیٹیوں سے خانوادۂ رسولؐ کے علاوہ کیسے کوئی اور شخص نکاح کرسکتا ہے؟ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ قرآن کے حکم کے مطابق کوئی غیر مرد نہ رسولؐ کی بیٹیوں کا ہم پلّہ اور کفو ہوسکتا ہے اور نہ وہ کسی کمتر اور غیر شخص کی اطاعت کرسکتی ہیں۔لہٰذا غیر سید کا سیدزادی سے نکاح حرام ہے۔ اس لئے کہ وہ رسولؐ کی بیٹیاں ہیں اور ان میں رسولؐ اللہ کے خون کے ذرّات موجود ہیں۔اور جب کہ اللہ وقرآن کے ساتھ ساتھ آنحضرتؐ نے خود تصریح فرمادی ہو کہ:۔

5۔ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لئے ہیں

(1)رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ اس کے سوا اور کوئی وجہ نہیں کہ میں تم میں اور تمہاری ازواج میں نکاح کرتا ہوں۔صرف اس لئے کہ میں بشریت میں تمہاری مثل ہوں۔سوائے فاطمہؑ کے وہ اس بات

وَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثْلُکُمْ اَتَزَوّ جُ فِیْکُم وَاَزْوَاجُکُمْ اِلَّا فَاطِمَۃُ ۔ فَاِنَّ تَزْوِیُجھَا نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ (من لا یحضرہ الفقیہ کتاب النکاح)

سے مستثنیٰ ہے۔ان کی تزویج اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔

(2)اور فرمایا کہ اگر اللہ نے فاطمہؑ کو علیؑ کے لئے پیدا نہ کردیا ہوتا ؟ تو اس کرۂ ارضی پر کوئی آدم زاد اس کی شوہریت کیلئے ہم سر یا کفو نہ ہوتا علیؑ کے علاوہ۔

(3)اور آنحضرتؐ نے اولادِ علیؑ وجعفر علیہما السلام کے لئے یہ نظریہ قائم فرمایا کہ ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کیلئے ہیں اور ہمارے بیٹوں کیلئے ہماری بیٹیاں ہیں''۔اور

وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلام لَوْ لَااَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ فَاطِمَةَؑ لِعَلِيٍّؑ مَاكَانَ لَهَا عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ كفو آدمٌ مِنْ دُوْنِهٖ (ايضاً) وَنَظَرَ النَّبِيُّ ؐ اِلٰى اَوْلَادِ عَلِيٍّؑ وجعفرؑ عَلَيْهِمَا السَّلام فَقَالَ بَنَاتُنَا لِبنينا وَ بَنُوْنَا لِبَنَاتِنَا۔وَقَالَ الصَّادِقُؑ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْمُؤْمِنُوْن بَعْضُهُمْ اكفاء بَعْض۔ (الفقيه كتاب النكاح باب اكفاء صفحه 412)

(4)امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خانوادۂ رسولؐ کے علاوہ باقی مومنین (المومنون) آپس میں بعض بعض کے کفو ہیں یا نکاح کے لئے ہم سر ہوتے ہیں''۔ (ایضاً صفحہ 412)

اگر کوئی شخص واقعی مومن ہے؟اور قرآن وحدیث کے الفاظ میں ہیر پھیر کو ناجائز سمجھتا ہے؟تو اس کے لئے یہ چند صفحات وآیات واحادیث کافی ہیں اور اگر اس سے کوئی شخص بحث ومباحثہ کرے تو پہلے نمبر پر اس سے کہنا چاہئے کہ جناب ایک آیت یا ایک حدیث ایسی پیش فرمائیں جس میں مندرجہ بالا آیات وحدیث کے خلاف یہ الفاظ موجود ہوں کہ:۔

۔''علیؑ وفاطمہؑ کی نسل کی عورتیں غیر سادات سے نکاح کر سکتی ہیں یا غیر سادات علیؑ وفاطمہؑ کی نسل کی عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں''۔

رہ گئے خطا کار لوگوں کے فتاویٰ اور غیر معصوم علماء کے احکام؟ وہ قرآن وحدیث کے بغیر ناقابل اعتناء اور مردود ہوتے ہیں۔اور دوسرے نمبر پر وہ مثال طلب کریں جس میں مندرجہ بالا نظریہ کے خلاف کسی امام معصومؑ نے حکم دیا ہو۔یا خود اپنی بیٹی بہن وغیرہ کو غیر سید سے جائز کیا ہو۔اور پھر اسے یہ عملی صورت دکھادیں کہ جہاں باقاعدہ یہ مسئلہ عملاً طے کیا گیا ہے۔

چنانچہ ایک خارجی جناب ہشامؓ بن حکم سے سوال کرتا ہے:۔

۔''اے ہشام تم اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو؟ کیا عجم کے باشندے مسلمان عربوں میں نکاح کر سکتے ہیں؟ ہشام نے کہا کہ ہاں ہاں کر سکتے ہیں ۔ پھر پوچھا کیا عرب کے مسلمان قریش میں نکاح کر سکتے ہیں؟ جواب ملا کہ ہاں ہاں۔پھر دریافت کیا کہ کیا قریش بنی ہاشم میں نکاح کر سکتے ہیں ؟ پھر بھی کہا کہ ہاں کر سکتے

لقى هَشام بن الحكم بعض الخوارج فقال .يا هشام ماتقول فى العجم يجوز ان يتزَوَّ جُوا فى العرب ؟قال: نعمْ ،قال فالعرب يَتزَوَّ جُوا مِنْ قُرَيش ؟قال: نَعَم۔قال: فقريش يَتزَوَّجُوافى بنى هاشم؟ قَالَ:نَعَمْ ۔ قال: عَمَّنْ اَخَذْتَ هٰذَا ؟قَالَ :عن جعفرٌ بن محمدٌ سَمِعْتُهٗ يقول

ہیں۔اب اس نے پوچھا کہ تم نے یہ جوابات کس سے حاصل کئے ہیں۔کہا کہ امام جعفر بن محمد باقر علیہما السلام سے جنہیں میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم لوگ خون کے معاملہ میں ایک دوسرے کے کفو (ہمسر) ہو لیکن فروج (جنسی تعلقات) کے معاملہ میں کفو نہیں ہو۔کہتے ہیں کہ وہ خارجی اٹھا اور سیدھا امام جعفرؑ صادق علیہ السلام کے پاس پہنچا۔اور بتایا کہ میں ہشام سے ملا تھا اور میں نے یہ یہ سوالات کئے اور انہوں نے ایسے ایسے جوابات دیئے اور یہ بھی کہا کہ یہ جوابات اس نے آپؑ سے سنے ہیں۔حضورؑ نے فرمایا کہ صحیح ہے میں نے ایسا کہاہے۔چنانچہ اس خارجی نے کہا کہ یہ لو میں آپ کے خاندان میں آپ سے رشتہ (منگنی) طلب کرنے کے لئے حاضر ہوں۔آپؑ نے فرمایا کہ تم اپنی قوم میں نسلی خون اور خاندانی وجاہت میں کفو ہو (شادی نکاح کے لئے فٹ ہو)

اتتکا فا دمائکُمْ و لا تتکافا فروجکم ۔ قال: فخرج الخارجی حتّی اتی اباعبداللّٰہ علیہ السلام۔ فقال اِنّی لَقَیتُ ھشامًا فسألته عن کذا فَاَ خبرُنِی بکذا و کذا وذکر اَنَّهٗ سمعهٗ مِنک ۔قَالَ: نعم ۔قَدْ قُلْتُ ذٰلکَ ۔ فقال الخارجی فھا اناذا قَدْ جِئتُکَ خَاطباً ۔فقال له ابو عبداللّٰه علیه السلام اِنَّکَ لکُفُوٌفی دمکَ وحَسْبِک فی قومِکَ وَلکِنَّ اللّٰه عزّوجلَّ صَانِنَاَ عن الصّدقةِ وھِیَ اوساخ ایدی النّاس ۔فنکره ان نشرک فِیْمَا فَضَّلنَا اللّٰه به مَنْ لَمْ یَجْعَل اللّٰه لهٗ مثل ماجعل اللّٰه لِنا ۔ فقام الخارجی فھو یقول تاللّٰه مَارَأَیتُ رَجلاً مثله قط رَدَّنِیْ وَاللّٰهِ اَقْبَح رَدٍّ وَمَا خَرَجَ مِنْ قَوْلِ صَاحِبِهٖ۔

(فروع کافی کتاب النکاح جلد 5 صفحہ345طبع طھران)

لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں صدقہ سے محفوظ رکھا ہے۔اور صدقہ لوگوں کے ہاتھوں کا میل کچیل ہوتا ہے۔چنانچہ جس فضل و بزرگی میں اللہ نے ہمیں مخصوص درجہ عطا کیا ہے۔اس میں کسی ایسے شخص کو شریک کرنا ہمیں ناپسند ہے۔جسے اللہ نے خود ہی ہماری مثل فضیلت نہ دی ہو۔یہ سن کر وہ خارجی اٹھا اور یہ کہتا ہوا چل دیا کہ خدا کی قسم میں نے آج تک اس شخص کے مانند کوئی اور مرد قطعی نہیں دیکھا۔اس نے تو مجھے بدترین شکست دے دی اور اپنے مُبلّغ کے قول کو بھی بحال رکھا ہے۔

6۔سیدزادی کی موت غیر سید کی زوجیت سے بہتر ہے

اب ہم قارئین کو ایک دردناک تاریخی قصہ سنا کر اس کتابچہ (مضمون) کو ختم کئے دیتے ہیں۔یہ قصہ ان سیدوں اور سیدزادیوں کو ہمت عطا کرے گا جو انتہائی مجبوری کے عالم میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموس کی حفاظت ضروری سمجھتے ہیں۔یہ دردانگیز داستان کتاب منتھی الامال وغیرہ سے لکھی جارہی ہے۔حضرت زید شہید علیہ السلام کی شہادت کے بعد حکومت نے زیدؑ کے پورے خاندان کو گرفتار کر کے قید خانوں میں ڈال دیا تھا۔حضرت زیدؑ نے اپنے بعد اپنے تیسرے بیٹے جناب عیسیٰؑ کو اپنی تحریک کا سربراہ بنایا تھا۔اور وہ زیرزمین (UNDER GROUND) کام کررہے تھے۔ان کو گرفتار

کرنے اوران کی جائے پناہ معلوم کرنے کے لئے ہی خاندان گرفتار ہوا تھا۔ چنانچہ ہم ابوالفرج کے بیانات کا ترجمہ سناتے ہیں۔ وہ کتاب مذکور جلد دوم صفحہ 51 پر لکھتے ہیں کہ:۔

۔''جناب عیسیٰ بن زیدؒ ایک جلیل القدر، صاحب علم وتقویٰ اور عابد وزاہد مرد تھے۔ جس زمانے میں وہ مخفی زندگی گذار رہے تھے۔ یحییٰ بن حسین بن زیدؒ نے یا کتاب عمدۃ المطالب کے مطابق محمد بن محمد بن زیدؒ نے اپنے والد ماجد سے کہا کہ مجھے میرے چچا عیسیٰؒ کا پتہ بتائیے۔ تاکہ میں جا کر ان سے ملاقات کروں۔ میرے لئے اب یہ صورت حال برداشت کرنا نہایت تکلیف دہ اور ذلت کی بات ہے کہ میرا ایسا بہادر اور عالم چچا موجود ہو اور میں اسے دیکھ بھی نہ سکوں۔(صفحہ 52) باپ نے پتہ بتانا خطرناک سمجھا ٹالنا چاہا۔ لیکن جوانی کی ضد اور خون کا جوش سنبھالا نہ گیا۔ پتہ بتانا پڑا اور حد بھر تاکید واحتیاطی تدابیر بتا کر نوجوان بیٹے کو روانگی کی اجازت دے دی۔ چچا کی تلاش میں چلا۔ کوفہ پہنچا اور اس راستہ پر ٹہلنا شروع کیا جدھر سے چچا کے آنے کی امید تھی۔ اچانک دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی چہرہ باپ کے ہم شکل اونٹ کے آگے آگے مہار پکڑے ہوئے آ رہا ہے۔ اونٹ پر پانی کی خالی مشکیں لدی ہوئی ہیں جب انہیں دیکھا بے ساختہ منہ سے چیخ نکل گئی۔ ضعیفی کا عالم اور یہ مشقت؟ بڑی قوت کے ساتھ ضبط کیا۔ اور ذرا سا دُور دُور رہتے ہوئے پیچھے چلنا شروع کیا۔ آخر ایک ایسا مقام آیا جہاں قطعاً تنہائی مل سکتی تھی۔ دوڑ کر قدموں سے لپٹ گئے اور بے قرار ہو کر رونا شروع کیا۔ حیرانی کے عالم میں چچا نے سنبھالا۔ تعارف ہوا۔ حالات بتائے چچا نے سنایا کہ بیٹے عرصہ دراز پہلے روپوش ہو کر یہاں آیا تو ایک بڈھے سقہ کے پاس کام کرنا شروع کر دیا۔ مجھے غریب سمجھ کر اس نے میری خدمات قبول کر لیں۔ مجھے اپنے بیٹوں کی طرح رکھنا شروع کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد بیمار ہوا۔ اور مجھ سے کہا کہ بیٹے میرے بعد یہ بڑھیا اور میری جوان بچی بے سہارا رہ جائیں گے۔ تم شریف نسل کے جوان معلوم ہوتے ہو کیا تم ان لوگوں کا مستقل سہارا بن سکتے ہو؟ میں حیران تھا کہ کیا کہوں۔ بہر حال مجھے ٹھکانا درکار تھا۔ مروت نے زور مارا میں نے وعدہ کر لیا۔ اس نے ماں بیٹی کو بلایا اور میرے سپرد کیا اور کہا کہ تم میری اس بچی کو زوجیت میں لے لو۔ بیٹے مجھ پر غم کا پہاڑ ٹوٹا پڑ رہا تھا۔ غریب الوطنی کے عالم میں مجھے یہ بھی منظور کرنا پڑا۔ آخر مرد ضعیف نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور میں نے گھر کی تمام ذمہ داری سنبھال لی۔ کچھ عرصہ کے بعد ہمارے گھر میں ایک معصوم بچی نے جنم لیا۔ اور اُسی دن سے میرا دل گھٹنے اور صحت بگڑنے لگی۔ یااللہ اب کیا ہوگا؟ میں انہیں بتا نہیں سکتا کہ میں سرکار دوعالمؐ کا نور نظر ہوں۔ اِدھر میں تفکرات میں گھلتا رہا۔ اُدھر بیٹی بچپن سے جوانی کی طرف بڑھتی رہی۔ میں اُسے گود میں لیتا۔ چند چیزیں بطور کہانی سناتا اور بے قرار ہو کر رویا کرتا تھا۔ آخر اس نے ہمارے خاندان کی تمام صفات پائی تھیں۔ وہی صورت وہی متانت وہی وقار نمایاں تھا۔ سقوں کی برادری میں بچی کی شہرت اور عزت بڑھتی گئی۔ اور وہ جوانی کی عمر تک آ پہنچی۔ میں اپنی دعاؤں میں اللہ سے اس مشکل کا حل طلب کرتا تھا۔ چھپ کر دعا مانگتا تھا۔ سو فیصد تقیہ کرنا

واجب تھا۔ میں اس معصوم کو دیکھ دیکھ کر کڑھتا تھا۔ بھوک بند ہوچکی تھی۔ کمزوری بڑھتی جارہی تھی۔ ایک دن وہی ہوا۔ جس کے خیال سے میری روح کانپ جاتی تھی۔ بیوی میرے پاس آئی اور بڑی ہمت کر کے کہا کہ یوں تو بچی کے رشتے جگہ جگہ سے آرہے تھے۔ مگر کل ایک کافی آسودہ حال اور شریف خاندان کے یہاں سے پیغام آیا ہے۔ وہ یہ کہہ رہی تھی اور مجھ پرغشی کا عالم طاری ہوتا جارہا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر وہ خاموش ہوگئی۔ دوسرے روز پھر ہمت کی اور آج ہاں یا نہ کا جواب لینے پرضد کی۔ بیٹے سوچو کہ میں کیسے اقرار کرسکتا تھا؟ اگر جان کی بات ہوتی تو اپنا تمام اثاثہ دے کر بچا سکتا تھا۔ یہ تو رسولؐ اللہ کی عزت کا سوال تھا۔ یہ جناب فاطمۃؑ الزہراء اور علی مرتضیٰ علیھما السلام کا معاملہ تھا۔ یہ ناموس خداوندی کی بات تھی۔ اگر گلا کاٹ کر مرجانے سے خاندانی عزت بچ سکتی تو مجھے دریغ نہ تھا۔ لیکن میرے مرجانے یا قربان ہوجانے سے سادات کی عزت تو نہ بچ سکتی تھی۔ آخر میں نے دل سخت کیا اور زوجہ سے کہا کہ فی الحال مجھے سوچنے کا وقت دو۔ میں خود تمہیں جواب دوں گا۔ رات کو اٹھا۔ نماز شب ادا کی اور اللہ سے دعا کی کہ خدایا اس بچی کی عزت بچالے۔ خاندان کی ذلت ورسوائی کے بجائے اس معصوم بچی کی زندگی کو ختم کردے۔ تاکہ میں اپنے بزرگوں کے سامنے سرخرو حاضر ہوسکوں۔ دعا مانگتے مانگتے سوگیا اور خواب میں دیکھا کہ بچی قریب المرگ ہے۔ گھبرا کر آنکھ کھلی تو بیوی پاس کھڑی تھی۔ اس نے کہا کہ تمہاری بیٹی اچانک بیمار ہوگئی ہے۔ سخت بخار ہے چلو اسے دیکھو۔ جا کر دیکھا تو چہرہ تمتمایا ہوا تھا۔ میں کیسا مصیبت زدہ باپ ہوں کہ بچی کا دم توڑنا مجھے اچھا معلوم ہورہا تھا۔ آخر چند ہچکیاں لے کر میری گود میں جان دے دی اور یوں اپنے خاندان کی عزت بچالی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وِاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ۔ خدا خاندان سادات کی ہمیشہ عزت محفوظ رکھے۔ آمین

والسلام

السیّد محمد احسن زیدی مجتہد